ڈاکٹر وحید الرحمن شاہ
صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور

مخزن التفاسیر (پشتو)

مولانا محمد الیاس کوچیانی

مفسر مولانا محمد الیاس بن مولانا محمد ایوب بن مولانا محمد طیب ضلع پشاور کے موضع کوچیان میں تقریباً ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ آباؤ اجداد کا خاندانی تعلق قندہار (افغانستان) سے ہے۔ اور اخون زادگان کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تیراہ کوہاٹ کے مشہور روحانی پیشوا مولانا احمد جی صاحب المعروف صاحب بابا جی شہید (متوفی ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۴ء) کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔

مولانا محمد الیاس نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ علم نحو کی کتابیں مولانا محمد ایوب جان ہزاروی مقیم پشاور سے اس بارہ میں پڑھیں۔ اور ما بقیہ علوم کی تکمیل مجاہد کبیر سید احمد شہید بریلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) کے رفیق جہاد مولانا ... بخش شہید (متوفی ۱۲۴۲ھ ۱۸۲۶ء) کے عالم و فاضل صاحب زادے مولانا عبد الرب دربھنگوی (م ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۴ء) سے کی۔ دورہ حدیث کے لیے ہندوستان چلے گئے۔ جہاں آپ نے مولانا سید محمد نذیر حسین بن سید جواد علی محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء) سے صحاح کی سند حاصل کی۔

مولانا محمد الیاس نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ دوران طالب علمی اور بعد فراغت کے جاری رکھا۔ آپ چاروں زبانوں عربی۔ فارسی۔ اردو اور پشتو میں روانی سے لکھ سکتے تھے۔

ہندوستان میں مولوی عین القضاۃ لکھنوی (متوفی ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء) نے آپ کو اپنے مدرسہ عین القضاۃ لکھنؤ میں مدرس مقرر کیا۔ اس دوران آپ نے مطبع مجتبائی سے شائع شدہ اسلامی کتب کی تصحیح کی اور ان پر اضافے کئے۔

مولانا صاحب نے اپنی عمر کا آخری حصہ آبائی گاؤں کوچیان میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں تقریباً نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور گاؤں کے قریبی مقبرہ چہل گزی بابا میں دفن کئے گئے۔

آپ سلسلہ نقشبندیہ میں والد ماجد کے شیخ صحبت جناب استاذ صاحب مرحوم کوہاٹی کے پیرو تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا گل فقیر احمد صاحب پشاوری (متوفی ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) اور مولانا محمد جان صاحب المعروف غلجی میاں صاحب سر فہرست ہیں [۱]

"مخزن التفاسیر" مولانا صاحب کی تصانیف میں سے ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کو آپ نے دوران طالب علمی لکھا ہے۔ اور ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں مطبع خادم الاسلام دہلی سے چھپوایا ہے۔ یہ مطبوعہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ میں ۱۳ سطریں ہیں۔

مخزن التفاسیر کو صوبہ سرحد کے مطبوعہ (مکمل) تفسیری سرمایہ میں پہلا اور زمانے کے لحاظ سے پشتو تفاسیر میں تفسیر یسیر [۲] کے بعد دوسرا مقام حاصل ہے۔

مخزن التفاسیر کے متعلق حافظ محمد ادریس (متوفی ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) نے اپنے ایک مضمون "پشتو ادب میں تفاسیر کا ذخیرہ" میں جامع الفاظ میں مندرجہ ذیل تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔

" تفسیر یسیر کے بعد جس بزرگوار نے قرآن مجید کی خدمت کے لئے قلم اٹھایا وہ مولانا محمد الیاس پشاوری کوچیانی تھے۔ کوچیاں پشاور سے شمال کی طرف ورسک جانے والی سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس فاضل محقق نے لکھا کہ تفسیر یسیر میں ترجمہ اور تفسیر دونوں خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اور پڑھنے والا ٹھیک طرح

---

[۱] تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی ص ۵۹۵ ۔ ب۔ روحانی رابطہ از عبدالحلیم اثر ص ۹۴۸ ۔ ج۔ زبانی یادداشتیں و۔ قلمی حالات از مولانا عبدالقیوم بن مولانا محمد الیاس کوچیانی نقشبندی نظامی ص ۹۲ ۔ ک۔ موج کوثر شیخ محمد اکرام ایم اے ص ۲۱ ۔ ۲۸ ۔ ل۔ سب رنگ ڈائجسٹ جولائی اگست ۱۹۷۰ء ص ۹۳ ۔ م۔ تذکرہ صوفیائے سرحد۔ اعجاز الحق قدوسی ص ۳۰۰، ۲۹۹ ن۔ تقویم تاریخی۔ عبدالقدوس ہاشمی ص ۳۳۶ ۔ و۔ بیاض سید محمد امیر شاہ قادری پشاوری ۔ ہ۔ بیاض قاضی محمد علی عربی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ پشاور صدر۔ ی۔ تراجم علمائے حدیث ہند۔ از ابو یحیی امام خان نوشہروی ص ۱۳۳۔

[۲] زیر نظر تفسیر کے علاوہ مولانا محمد الیاس صاحب نے ۱۔ رسالہ تصوف مسمی بہ "سیر السلوک الی ملک الملوک" کا بزبان فارسی اور پشتو ترجمہ۔ ۲۔ حزب البحر کا بزبان فارسی و پشتو ترجمہ۔ ۳۔ حاشیہ بحر العلوم۔ ۴۔ تصحیح و اضافہ حاشیہ مشکوٰۃ شریف۔ ۶۔ حاشیہ مراح الارواح۔ ۷۔ شرح مائۃ عامل وغیرہ تصانیف بھی کی ہیں جن میں اکثر طبع ہو چکی ہیں [۲] تفسیر یسیر پشتو ادب میں سب سے پہلی مستند اور صحیح کتاب ہے جو مولانا مراد علی ولد شیخ عبدالرحمان ساکن کامہ۔ جلال آباد افغانستان کی تصنیف ہے۔ جلد اول آپ نے ۱۲۸۲ھ میں لکھنی شروع کی اور ۱۲۸۴ھ میں مکمل کر دی۔ جلد دوم جلد اول کے بارہ سال بعد ۱۲۹۶ھ میں لکھی۔ ترجمہ نیم لفظی نیم بامحاورہ کا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ دوران تفسیر بھی کی ہے۔ صوبہ سرحد کے مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول و معروف ہے۔

[۳] سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۲ ص ۶۶۱، ۶۶۲

سے یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ کون سا لفظ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے مخزن التفاسیر کے نام سے ایک تفسیر لکھی۔ اس میں لفظی ترجمہ عربی عبارت کے نیچے لکھا اور تفسیری مسائل اوپر حاشیہ میں درج کئے۔ ترجمہ تحت اللفظ کیا۔ اور عربی اور فارسی کے ثقیل الفاظ کم کئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ عربی سے شُدھ بُدھ رکھنے والے لوگ بہ آسانی یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ پشتو کا کون سا لفظ عربی کے کس لفظ کے معنی دے رہا ہے۔ مگر ہمارے ہاں لفظی ترجمہ میں بڑی مشکل یہ آپڑی ہے کہ یہ حضرات حروف عاملہ کے بھی ہو بہو وہی معنی لکھتے ہیں جو اصل عربی میں مراد ہوتے ہیں۔ حالاں کہ ہر زبان کے صلے مخصوص ہوتے ہیں۔ اور ایک زبان کا صلہ اکثر دوسری زبان میں کام نہیں دیتا۔ ایک نوع کی زبانوں تو شاید یہ سلسلہ تھوڑا بہت چل بھی سکے لیکن جب سامی زبان کا ترجمہ آریائی زبان میں کیا جائے اور اس میں حروف کے بھی اپنے مخصوص معنی رہنے دئے جائیں۔ تو ترجمہ "گلابی" ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور مطلب غت ربود ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ حضرات لفظی ترجمے میں عربی کی تبعیت میں مضاف کو مضاف الیہ پر اور موصوف کو صفت پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کی حلاوت بھی ختم ہو جاتی ہے اور پڑھنے والے کے پلّے بھی کچھ نہیں پڑتا۔ لوگ ایسے ترجمے کو صرف ثواب اور تبرک سمجھ کر پڑھ تو لیتے ہیں۔ مگر فہم کی لازوال دولت سے محروم رہتے ہیں۔

حافظ صاحب آگے لکھتے ہیں کہ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مخزن التفاسیر عوام میں وہ مقام حاصل نہ کرسکی جو اس کا جائز حق تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوئی کہ مصنّف نے بجائے مقامی ناشرین کے دہلی کے مطبع خادم الاسلام سے معاہدہ کیا اور ۱۳۱۳ھ میں یہ کتاب وہاں چھپ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقامی ناشرین نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اور کتاب کے اکثر نسخے دہلی ہی میں رہ گئے۔ اس کے علاوہ ایک افتاد یہ پڑ گئی۔ کہ کاتب کا رسم الخط ناقص تھا اس نے کئی جگہ حروف کا کام حرکات سے لیا۔ اس نے سن رکھا تھا کہ حرکات ثلٰثہ حروف علّت کی مخفف شکلیں ہیں اس لئے جگہ جگہ تخفیف کے اس کلہاڑے کو بے دریغ چلایا جس سے کتاب کی قیمت بہت گھٹ گئی۔

حافظ صاحب اپنے تجربے کی بنا پر لکھتے ہیں کہ

دوسری زبانوں کے مقابلے میں پشتو میں ایک تکلیف یہ ہے کہ اس کا رسم الخط ابھی تک متعین نہیں ہوسکا۔ مصنف ہمیشہ کاتب کے رحم وکرم پر رہتا ہے۔ اگر کاتب ماہر نہ ہو تو مصنف کی محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور کتاب کا حلیہ بالکل بگڑ جاتا ہے۔ اس عذاب کو کچھ وہی لوگ بہتر جانتے ہیں۔ جنہیں میری طرح ایک کتاب لکھوانے کے لئے پانچ پانچ کاتب بدلنے پڑے ہوں۔

لیکن مخزن التفاسیر کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لکھتے وقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء) شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۴ء) اور شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ ۱۸۱۸ء) کے قرآن مجید کے تراجم مولانا محمد الیاس کے پیش نظر رہے ہیں۔ ان تراجم میں سے جہاں جس لفظ کو مناسب اور

موزوں سمجھا۔ وہاں تحت اللفظ پشتو کے ترجمہ میں استعمال کیا۔ اور جس لفظ کا روزمرہ کے استعمال کے مطابق موزوں لفظ پشتو میں مستعمل نظر آیا انہی کو تحت اللفظ ترجمہ میں پیش کیا۔ مثلاً

۱۔ پارہ ۲۵۔ رکوع ۲۔ آیت ۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللهِ کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قرآن مجید مع ترجمہ کے ص ۶۴۳ پر یوں ہے۔

"و آنچہ اختلاف کردید در آں ہر چہ باشد پس فیصل کردن او حوالہ بخداست"

یعنی اور جس چیز میں تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ خدا کے حوالے ہے۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مخزن التفاسیر کے ص ۲۴۴ پر یہ نقل کیا ہے۔

" او هغه چه اختلاف د کړو ناڅو په کښې یعنې پوشي کښې نو فیصله د هغې د خدا تعالی ته حوا

ترجمہ۔ اور جس چیز میں تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ خدا کے حوالے ہے۔

۲۔ پارہ ۱۷۔ سورہ انبیاء۔ رکوع ۶ آیت ۹۴۔ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۴ء) اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن (متوفی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء) نے یوں کیا ہے۔

"اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام"

اسی ترجمہ کو مخزن التفاسیر نے ص ۲۹۹ پر یہ کیا ہے

" او ټکړې ټکړې کړه دوی دا کار د دین خپل په مینځ خپل کښې"

ترجمہ۔ انہوں نے دین کا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ لیا۔

۳۔ سورہ الکوثر میں " اَلْاَبْتَرُ " کا ترجمہ شاہ ولی اللہ نے "دم بریدہ" شاہ رفیع الدین نے "بے نسل"، شاہ عبدالقادر اور شیخ الہند نے "پیچھا کٹا" کیا ہے۔ مولانا محمد الیاس نے مخزن التفاسیر کے ص ۵۶۰ پر "میراث یافت" یعنی پشتو محاورے میں لاولد، لاوارث کیا ہے۔

۴۔ قرآن مجید کی آخری سورت "والناس" کے تراجم

ا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

" بگو پناہ میگیرم بہ پروردگار مردمان بادشاہ مردمان معبود مردمان از شر وسوسہ اندازندہ چوں ذکر کردہ شد باز پس روندہ آنکہ وسوسہ مے افگند در سینہ ہائے مردمان از جنس جن باشد یا از جنس مردمان"

ب۔ شاہ رفیع الدین ابن شاہ ولی اللہ

"تو کہہ میں پناہ میں آیا۔ لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے پوجے کی بدی سے اس کی جو سنکارے اور چھپ جاوے وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور آدمیوں میں۔" د۔ شیخ الہند مولانا